جدید مسائل، اجتہاد اور نوجوان

ایک مذاکرے کی روداد

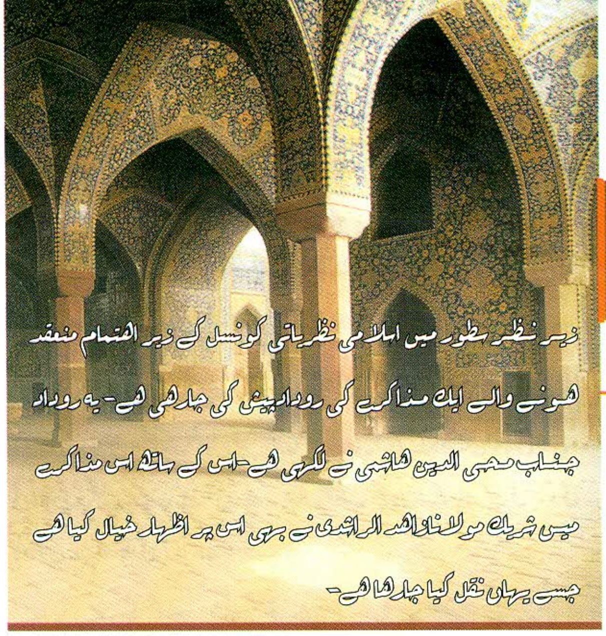

زیر نظر سطور میں اسلامی نظریاتی کونسل کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے ایک مذاکرے کی روداد پیش کی جا رہی ہے۔ یہ روداد جناب محی الدین ہاشمی نے لکھی ہے۔ اس کے ساتھ اس مذاکرے میں شریک مولانا زاہد الراشدی نے بھی اس پر اظہار خیال کیا ہے جسے یہاں نقل کیا جا رہا ہے۔

پاکستانی معاشرے کا نوجوان طبقہ کن فکری مسائل سے دوچار ہے؟ اس کا اپنے مذہب اسلام اور امت مسلمہ سے متعلق کیا نقطۂ نظر ہے؟ اصلاح احوال کے سلسلے میں اس کی سوچ کیا ہے؟ اور مسلم سکالرز نوجوان نسل کے مسائل کا کیا جواب دیتے ہیں؟ ان اہم سوالات کی حقیقت جاننے اور مسلم دانشوروں سے اس سلسلے میں رہنمائی لینے کی غرض سے اسلامی نظریاتی کونسل نے یہ فیصلہ کیا کہ تسلسل کے ساتھ نئی نسل کے نمائندوں اور مسلم دانشوروں کے ساتھ علمی مذاکروں کا اہتمام کیا جائے۔ یوں نہ صرف نوجوانوں کے ذہن میں اٹھنے والے سوالات پر انہیں رہنمائی میسر آئے گی، بلکہ اس طرح مسلم دانشوروں کے لئے بھی غور وفکر اور تحقیق کے نئے زاویے سامنے آئیں گے۔

ان خیالات کا اظہار اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر محمد خالد مسعود صاحب نے کونسل کے زیر اہتمام ۲۶ / جون ۲۰۰۶ء کو منعقد ہونے والے مذاکرے میں کیا، جس کا عنوان تھا: ''نوجوان کیا سوچ رہے ہیں؟ جدید مسائل اور اجتہاد''، مذاکرے کی صدارت جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب نے کی، جب کہ بطور مہمان مقررین ڈاکٹر منظور احمد، ریکٹر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اور مولانا زاہد الراشدی مدیر ماہنامہ الشریعہ گوجرانوالہ تشریف لائے۔ میزبانی کے فرائض خورشید احمد ندیم صاحب نے سرانجام دیئے۔

پروگرام کا تعارف کرواتے ہوئے چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل خالد مسعود نے کہا یہ پروگرام کونسل کے بڑے منصوبے کا ایک حصہ ہے۔ انہوں نے بتایا اسلامی نظریاتی کونسل نے ایک سہ ماہی رسالے ''اجتہاد'' کے اجراء کا پروگرام بنایا ہے، جس کا مقصد عالم اسلام میں جاری اجتہادی عمل اور قانون سازی سے متعلق نئی تحقیقات اور تحریکوں، یورپ اور امریکہ وغیرہ میں موجود مسلم اقلیتوں کے مسائل اور جدید فقہی مباحث سے علمی حلقوں اور رائے عامہ کو باخبر کرنا اور اس سلسلہ کے اہم مسائل کی جانب توجہ دلانا ہے۔ مسلم امہ کے مسائل اور درپیش چیلنجز کے متعلق ہمارا نوجوان کیسے سوچ رہا ہے؟ اس کے ذہن میں ابھرنے والے سوالات کے شافی جوابات کیا ہو سکتے ہیں؟ یہ مباحث کونسل کے اس مجوزہ رسالے کا مستقل حصہ ہوں گے۔

پروگرام کے آغاز میں ایک فلم دکھائی گئی، جس میں ملک کے مختلف علاقوں سے مسلمانوں کے مسائل پر نوجوانوں کے استفسارات اور ان کے تبصرے شامل تھے۔ بعد ازاں مذاکرے میں شریک نوجوانوں کو اظہار خیال کی دعوت دی گئی، جو مقامی یونیورسٹیوں اور دینی مدارس سے اس پروگرام میں شرکت کے لئے آئے تھے۔ نوجوانوں نے بالعموم امت مسلمہ کی زبوں حالی کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کے اسباب اور اصلاح احوال کے لئے تجاویز پر پیش کیں۔ انہوں نے مغربی میڈیا کے اسلام کے بارے میں منفی پروپیگنڈے، مسلمانوں کی علمی بدحالی، معاشی مسائل، اجتماعی سوچ کے فقدان، اسلامی نظریہ حیات سے روگردانی، اہم ملکی مناصب پر غیر اہل لوگوں کی تقرری وغیرہ جیسے مسائل پر بات کی اور قرآن وسنت کی تعلیمات ترک کر دینے کو تمام مسائل کی جڑ قرار دیتے ہوئے ان کے ساتھ وابستگی کو مسئلے کا حل بتایا۔

بعد ازاں مہمان دانشور حضرات کو دعوت دی گئی کہ نئی نسل کے مذکورہ مسائل کی گرہ کشائی کرتے ہوئے ان کی رہنمائی کریں۔

بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے ریکٹر ڈاکٹر منظور احمد نے اس تأثر کا اظہار کیا کہ نوجوان نسل قوم کو درپیش اہم علمی وفکری مسائل سے نا آشنا ہے اور ان کی طرف سے ایسے سوالات سامنے آئے ہیں، جو زیادہ تر عامیانہ ہیں، جب کہ ان سے توقع تھی کہ مختلف فیہ مسائل اور اجتہادی امور زیر بحث لائیں گے۔ انہوں نے کہا کہ مسئلے کا ایک نہایت اہم پہلو وہ ہے جو ہر خاص وعام کو معلوم ہے کہ قرآن وسنت کی تعلیمات سے دوری ہمارے مسائل کی وجہ اور ان کی طرف رجوع سارے مسئلے کا حل ہے لیکن یہ ایک ایسا مجمل مطالبہ ہے، جس کے ادراک کے باوجود، مسائل جوں کے توں ہیں۔ اس نکتے کی وضاحت میں ڈاکٹر منظور احمد کا کہنا یہ تھا کہ اسلام کے علاوہ دنیا میں کوئی دوسرا مذہب ایسا نہیں ہے جس کے معتقدین اتنی رغبت کے ساتھ اپنے مذہب سے وابستہ ہوں۔ جتنی رونق مساجد میں ہے، کسی دوسرے مذہب کی عبادت گاہ میں نہیں۔ رمضان کا جتنا اہتمام مسلمان معاشروں میں ہوتا ہے، کسی دوسرے مذہب کے ماننے والے اس طرح اپنے دین پر عمل پیرا نہیں۔ اس کے باوجود اگر ہمارے مسائل برقرار ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے زاویۂ نظر میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ ان کے نزدیک ضرورت اس امر کی ہے کہ عصر حاضر کے معاشرتی، قانونی اور معاشی مسائل کو موضوع بحث بنایا جائے اور ان کا دقت نظر سے جائزہ لیا جائے۔

ڈاکٹر منظور احمد نے امت میں اختلاف رائے کے مسئلے پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ یہ ایک فطری عمل ہے، جو دین میں وسعت وکشادگی کا غماز اور اس کے ماننے والوں کے ذہنی، ثقافتی اور میلان طبع کے اختلاف کا عکاس ہوتا ہے۔ اس سلسلے میں

کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ وہ محض اپنی تعبیر (Interpretation) ہی کے برحق ہونے پر اصرار کرے اور دوسروں کو اس کے اختیار کرنے پر مجبور کرے۔ اگر ایسا طرز عمل نہ اختیار کیا جائے تو مذہب میں لچک (Flexability) تنوع (Diversity) اور دوامی صلاحیت قائم رہتی ہے، جو اس کے حسن اور اس کی بقا کی علامت کے ہے۔

انفرادی اور اجتماعی اجتہاد کے موضوع پر گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ رائے دینے کا حق ہر کسی کو، بشمول غیر مسلم حاصل ہے۔ آج کے دور میں اجتماعی اجتہاد کی افادیت کھل کے سامنے آئی ہے۔ جہاں مختلف شعبوں کے ماہرین کی اجتماعی کاوشوں سے اجتہادی عمل آگے بڑھا ہے۔

مولانا زاہدالراشدی نے اس موقع پر خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے ہاں اجتہادی اداروں کے وجود کا فقدان ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ عالم اسلام کے مختلف حلقوں میں ہونے والے اجتہادی عمل کو مربوط بنایا جائے، باہمی مشاورت کا دائرہ وسیع کیا جائے اور ایک دوسرے کے کام سے استفادہ کیا جائے۔ اس کے نتیجے میں نہ صرف امت میں اجتماعیت اور یکجہتی کی راہ ہموار ہوگی بلکہ اسے درپیش مسائل کو حل کرنے میں بھی پیش رفت ہوگی۔

صدر مجلس جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال نے خطبہ صدارت میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے بڑے مسائل میں سے ایک یہ ہے کہ ہمارے ہاں اجتہادی فکر کا فقدان ہے، جاگیر داری نظام نے عوام کی سوچ کو کچل دیا ہے، جمہوریت یہاں نہیں پنپ سکتی، انہوں نے امام غزالیؒ کے حوالے سے کہا کہ علم وتحقیق کے سفر میں شک پہلا قدم ہے، یکساں معیار تعلیم کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے ڈاکٹر جاوید اقبال نے مسلم معاشرے میں مسجد کے مرکزی کردار پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ مساجد کا درجہ ایک سماجی مرکز کا ہونا چاہیے، جہاں مساجد کے امام اور ان کی بیگمات مردوں اور خواتین کے مسائل پر تبادلہ خیال کریں اور ان کی رہنمائی کا فریضہ سرانجام دیں۔

اجتہادی عمل میں پارلیمنٹ کے کردار کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ اگرچہ یہ فورم ہی اجتماعی اجتہاد کا حق رکھتا ہے لیکن فی زمانہ پارلیمنٹ میں یہ صلاحیت مفقود ہے کہ وہ مذہبی معاملات پر اجتہاد کر سکے۔ انہوں نے کہا کہ اس سلسلے میں جدید علوم کے ماہرین میں ماہرین قانون بالخصوص وکلاء کو آگے آنا چاہیے۔ اس سلسلے میں یہ بھی ضروری ہے کہ وکالت کے نصاب میں اسلامی قانون کا حصہ بڑھایا جائے۔

اس مذاکرے سے غور وفکر کے کئی نئے دریچے وا ہوئے اور نو جوانوں میں یہ احساس پیدا ہوا کہ اس دور میں مسلمانوں کے احیا کے لئے لازم ہے کہ مسلمان معاشروں میں سوچ وبچار کے عمل کو تقویت پہنچائی جائے اور فکری ارتقاء کا خیر مقدم کیا جائے۔ انہوں نے اس طرح کے مذاکروں کو جاری رکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

○ جناب محی الدین ہاشمی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے شعبہ علوم اسلامیہ سے وابستہ ہیں۔

اسلامی نظریاتی کونسل نے ۲۶ رجون ۲۰۰۶ء کو اسلام آباد میں اجتہاد کے حوالہ سے نوجوان نسل کے ساتھ ایک مذاکرہ کا اہتمام کیا۔ مذاکرہ کا عنوان تھا ''نوجوان کیا سوچ رہے ہیں؟ جدید مسائل اور اجتہاد''۔ اس عنوان کی وضاحت مذاکرہ کے لیے جاری کیے جانے والے دعوت نامہ میں یوں کی گئی تھی:

''امت مسلمہ اس وقت بہت سے سیاسی، معاشرتی، معاشی اور ثقافتی مسائل سے دوچار ہے جن کے بارے میں ہم اکثر دانش وروں کے خیالات سنتے رہتے ہیں۔ ان مسائل کے بارے میں نوجوان کیا سوچتے ہیں؟ اس پر گفتگو بہت کم سننے کو ملتی ہے۔ اس نشست میں دانش وروں اور نوجوان طبقہ کے درمیان اس بات پر مذاکرہ ہوگا کہ ان مسائل کے حل کے لیے کیا طریق کار اپنایا جائے۔ عالم اسلام میں اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ ان مسائل کا حل صرف اجتہاد کے ذریعہ ممکن ہے۔ یہ اجتہاد کیا ہے؟ کیسے ہوگا؟ کون لوگ اجتہاد کریں گے؟ کیا ان مسائل کا حل اجتہاد سے ممکن ہے؟ اور اس اجتہاد کو عملی جامہ پہنانے کی کیا شکل ہوگی؟

ماہرین کا ایک پینل جس میں ڈاکٹر منظور احمد، جناب جاوید احمد غامدی، راقم الحروف اور جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال شامل ہیں ان سوالات پر اظہار خیال کریں گے۔ نوجوان جن میں یونیورسٹی اور مدارس کے طلبہ شامل ہیں، اس موضوع پر اپنی آراء پیش کریں گے اور سوالات اٹھائیں گے، بعد میں ماہرین ان آراء کا تجزیہ کریں گے اور ان پر اپنے تبصرے پیش کریں گے''۔

مذاکرہ کے آغاز پر چند منٹ کا ایک وڈیو پروگرام بھی دکھایا گیا جس میں مختلف حضرات اور خواتین سے اسلام کے بارے میں اپنے جذبات وتاثرات پیش کرنے کے لیے کہا گیا ہے اور ان کے تاثرات مختصراً شامل کیے گئے۔ اس کے بعد نوجوانوں کو اس سوال پر اظہار خیال کی دعوت دی گئی کہ ان کے خیال میں اس وقت مسلمانوں کا سب سے بڑا مسئلہ کیا ہے؟ مختلف طلبہ وطالبات نے اس پر اظہار خیال کیا جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

- ☆ اسلام کا امیج خراب کیا جا رہا ہے، اس کے بارے میں منفی تاثر پھیلایا جا رہا ہے۔
- ☆ مسلمان اسلام سے دور ہوگئے ہیں جب تک وہ اسلام کے قریب نہیں آئیں گے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں تاثرات درست نہیں ہوں گے۔
- ☆ مسلم نوجوانوں کو اسلام سے دور رکھنے کیلئے منظم اور شعوری کوشش کی جارہی ہے۔
- ☆ ہر شعبہ میں کرسیوں پر بونے لوگ بیٹھے ہیں۔ اہل لوگوں کو دور رکھا جا رہا ہے اور اجتہاد کی اہلیت رکھنے والوں کو ان کا صحیح مقام نہیں مل رہا۔
- ☆ مسائل کا حل صرف قرآن وسنت کو اپنانے میں ہے۔
- ☆ ہمارے پاس صحیح علم نہیں ہے اور صرف سطحی اور عام قسم کی معلومات رکھتے ہیں۔
- ☆ ہم اخلاقیات سے دور ہٹ گیے ہیں۔
- ☆ ہم مسائل کو نظر انداز کرنے کے عادی ہوگئے ہیں۔
- ☆ اسلام کے بارے میں نوجوانوں کا تصور واضح نہیں ہے۔
- ☆ مسلم امہ کی ثقافت ختم ہوگئی ہے غیروں کی ثقافتیں غالب ہوتی جارہی ہیں۔

☆ ہم صرف اپنے حوالہ سے سوچ رہے ہیں جبکہ ہمیں پوری انسانیت کے حوالہ سے سوچنا چاہیے۔

☆ مغرب بہت سے معاملات میں ہمارے اصولوں کو اپنائے ہوئے ہے اور ہم نے اپنے اصول چھوڑ رکھے ہیں وغیر ذلک۔

مختلف نوجوانوں کی طرف سے اس قسم کے خیالات کے اظہار کے بعد ان میں سے چند سوالات کا انتخاب کر کے ماہرین کے پینل کو اظہار خیال کیلئے دعوت دی گئی۔

ماہرین کے پینل میں جناب جاوید احمد غامدی تشریف نہیں لائے تھے، جسٹس (ر) ڈاکٹر جاوید اقبال، جناب ڈاکٹر منظور احمد اور راقم الحروف نے اظہار خیال کیا۔ راقم الحروف نے جو گزارشات پیش کیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

سب سے پہلے تو اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر خالد مسعود صاحب کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اسلامی نظریاتی کونسل کا رابطہ ملک کی رائے عامہ اور عمومی ماحول کے ساتھ جوڑنے کی کوشش کی ہے۔ یہ ایک اچھی پیش رفت ہے ورنہ اس سے قبل یہ صورت حال تھی کہ اسلامی نظریاتی کونسل ملک کے قوانین کے بارے میں جو رائے قائم کرتی تھی اور ان کے حوالہ سے جو سفارشات پیش کرتی تھی ہماری ان رپورٹوں تک رسائی نہیں ہوتی تھی اور ان پر ”صرف سرکاری استعمال کیلئے“ کا لیبل چسپاں کر کے انہیں فریزر میں منجمد کر دیا جاتا تھا۔ ڈاکٹر خالد مسعود نے اسلامی نظریاتی کونسل کی بند کھڑکیاں کھول کر اچھا قدم اٹھایا ہے۔ اس سے ہمیں کونسل کے کام سے استفادہ کا موقع ملے گا اور کونسل کی محنت کا بھی عمومی حلقوں میں تعارف ہوگا۔

میں اس بات پر بھی ڈاکٹر مسعود صاحب کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے نوجوان نسل کے نمائندوں کے ساتھ ہماری نشست کا اہتمام کیا ورنہ عام طور پر ان نوجوانوں کے ساتھ ہمیں ملی مسائل پر گفتگو اور ان کے خیالات معلوم کرنے کا کم ہی موقع ملتا ہے۔

اس کے بعد اس سوال پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام کے بارے میں ہمارے نوجوانوں کا تصور واضح نہیں ہے۔ یہ بات بالکل درست ہے لیکن ہمیں اس کے اسباب کا جائزہ لینا ہوگا۔ میرے خیال میں اس کے تین اسباب ہیں:

☆ کسی چیز کے بارے میں تاثرات اور تصور اس کے بارے میں معلومات کی بنیاد پر قائم ہوتے ہیں اور یہ امر واقعہ ہے کہ ہمارے ہاں نوجوانوں کو عمومی سطح پر اسلام کے حوالہ سے صحیح معلومات مہیا کرنے کا کوئی اہتمام نہیں ہے۔ ظاہری بات ہے کہ نوجوانوں کو اسلام کے بارے میں جس قسم کی معلومات میسر آئیں گے ان کا اسلامی تصور بھی اسی دائرے میں تشکیل پائے گا۔

☆ عمومی ماحول بھی ذہنوں میں تصور کی تشکیل اور تاثر کے وجود میں آنے کا سبب بنتا ہے اور اسلامی تعلیمات کے حوالے سے ہمارا موجودہ معاشرتی ماحول ایسا نہیں ہے کہ اسے دیکھ کر اسلام کے بارے میں کوئی اچھا تاثر ذہنوں میں قائم ہو۔ ہماری نوجوان نسل جس ماحول میں پرورش پاتی ہے اور اپنے اردگرد تضادات اور منافقت کا جو تسلسل دیکھتی ہے اس سے وہی کنفیوژن جنم لیتا ہے جس کی ہم اپنے نوجوانوں کے حوالہ سے شکایت کر رہے ہیں۔

☆ نئی نسل کو اسلام کے بارے میں صحیح معلومات فراہم کرنے، مناسب فکری ماحول مہیا کرنے اور ان کے لیے مثالی راہ نمائی کا اہتمام کرنے میں مذہبی قیادت اور مذہب کی نمائندگی کرنے والوں کا کردار تسلی بخش نہیں اور وہ ان ضروریات اور تقاضوں کو پورا نہیں کرتے جو اس کے لیے ناگزیر ہیں، اس لیے اگر اسلام کے بارے میں ہماری نئی نسل کا تصور واضح نہیں ہے اور وہ کنفیوژن کا شکار ہے تو میں اسے زیادہ قصوروار نہیں سمجھتا۔ ہمیں اس کے اسباب کا جائزہ لینا ہوگا اور دور کرنے کی سنجیدہ کوشش کرنا ہوگی۔

دوسرا سوال جس پر کچھ گزارش کرنا ضروری سمجھتا ہوں یہ ہے کہ عام طور پر کہا جاتا ہے اور ہمارے بعض نوجوانوں نے بھی کہا ہے کہ قرآن وسنت سے راہ نمائی حاصل کیے بغیر ہم اپنی مشکلات پر قابو نہیں پا سکتے اور اپنے مسائل حل نہیں کر سکتے۔ یہ بات درست ہے اور ہمارے عقائد کا حصہ ہے لیکن اس کے ساتھ یہ بات بھی ذہن میں رکھنا ضروری ہے کہ قرآن وسنت کے بعد اجتہاد بھی ہماری راہ نمائی اور مسائل کے حل کے لیے ایک اہم ذریعہ ہے اور اس کی ضرورت ہر زمانے میں رہی ہے۔ اجتہاد کا عمل اسلام میں چودہ سو سال سے جاری ہے اور آج بھی اس کی اہمیت مسلمہ ہے لیکن اس سلسلہ میں ایک فرق ضرور ذہن میں رکھنا چاہیے کہ جب تک مسلمان اقتدار میں رہے اجتہاد کا عمل اجتماعی طور پر رہا جس کی ایک مثال خلافت عثمانیہ کے دور میں ”مجلۃ الاحکام العدلیۃ“ کی ترتیب اور اورنگزیب عالمگیر رحمہ اللہ کے دور میں ”فتاویٰ ہندیہ“ کی تدوین کی صورت میں ہمارے سامنے ہے لیکن جب ہم اقتدار سے محروم ہو گئے اور کوئی ملی ادارہ موجود نہ رہا تو اجتہاد کے اس عمل نے انفرادی حیثیت اختیار کر لی۔ آج بھی اجتہاد ہو رہا ہے اور ہر علاقے میں ہو رہا ہے لیکن انفرادی سطح پر شخصیات یا اداروں کے ذریعہ ہو رہا ہے۔ اس عمل کو حکومتی تحفظ یا سرپرستی حاصل نہیں ہے اور اس میں اجتماعیت نظر نہیں آتی جس کی وجہ سے اجتہاد کے عمل کا خلا محسوس ہوتا ہے۔

آج اس شعبہ میں سب سے زیادہ ضرورت اس امر کی ہے کہ عالم اسلام کے مختلف حلقوں میں ہونے والے اجتہادی عمل میں ربط پیدا کیا جائے، باہمی مشاورت کی کوئی صورت نکالی جائے اور ایک دوسرے کے کام سے استفادہ کیا جائے۔ اس سے بھی اجتماعیت کی ایک صورت پیدا ہوگی اور ضروری تقاضوں کی تکمیل کی طرف پیش رفت ہوگی۔ مجھے اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر خالد مسعود صاحب کے اس اعلان سے خوشی ہوئی کہ کونسل ’’اجتہاد‘‘ کے نام سے ایک سہ ماہی مجلّہ کے اجراء کا اہتمام کر رہی ہے جس کا مقصد عالم اسلام میں ہونے والی مختلف اور متنوع اجتہادی کوششوں سے پاکستان کے علمی حلقوں اور رائے عامہ کو باخبر کرنا اور اس سلسلہ کے اہم مسائل کی طرف توجہ دلانا ہے۔

❍ مولانا زاہد الراشدی: ڈائریکٹر شریعہ اکیڈمی گوجرانوالہ، مدیر ماہنامہ الشریعہ۔

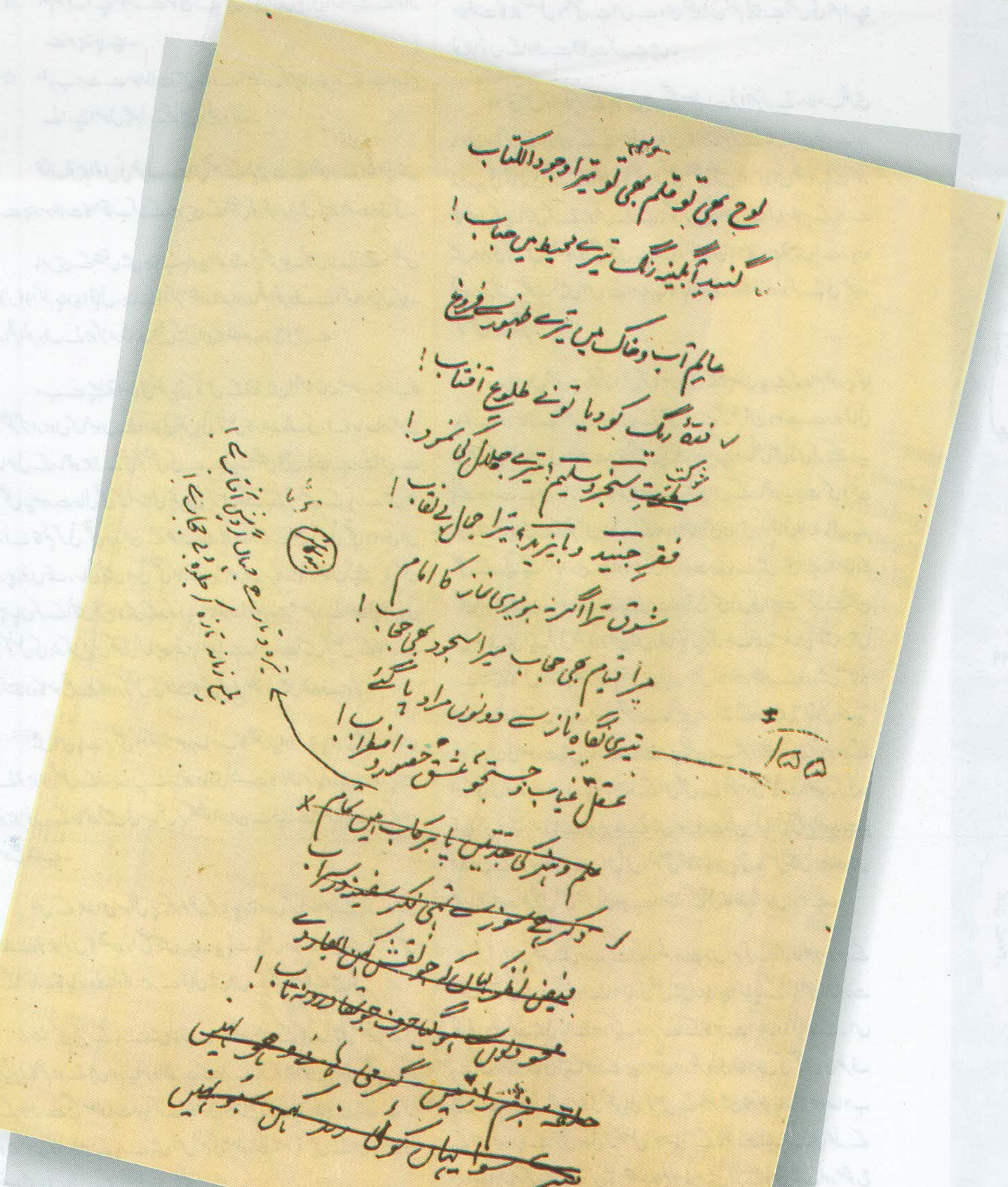

لوح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب

گنبدِ آبگینہ رنگ تیرے محیط میں حباب!

عالمِ آب و خاک میں تیرے ظہور سے فروغ

ذرۂ ریگ کو دیا تو نے طلوعِ آفتاب!

شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود!

فقرِ جنید و بایزید تیرا جمالِ بے نقاب!

شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام

میرا قیام بھی حجاب میرا سجود بھی حجاب!

تیری نگاہِ ناز سے دونوں مراد پا گئے

عقل غیاب و جستجو عشق حضور و اضطراب!

۱۵۵

~~[illegible]~~

~~[illegible]~~

~~[illegible]~~

~~[illegible]~~

~~[illegible]~~

~~[illegible]~~

~~[illegible]~~

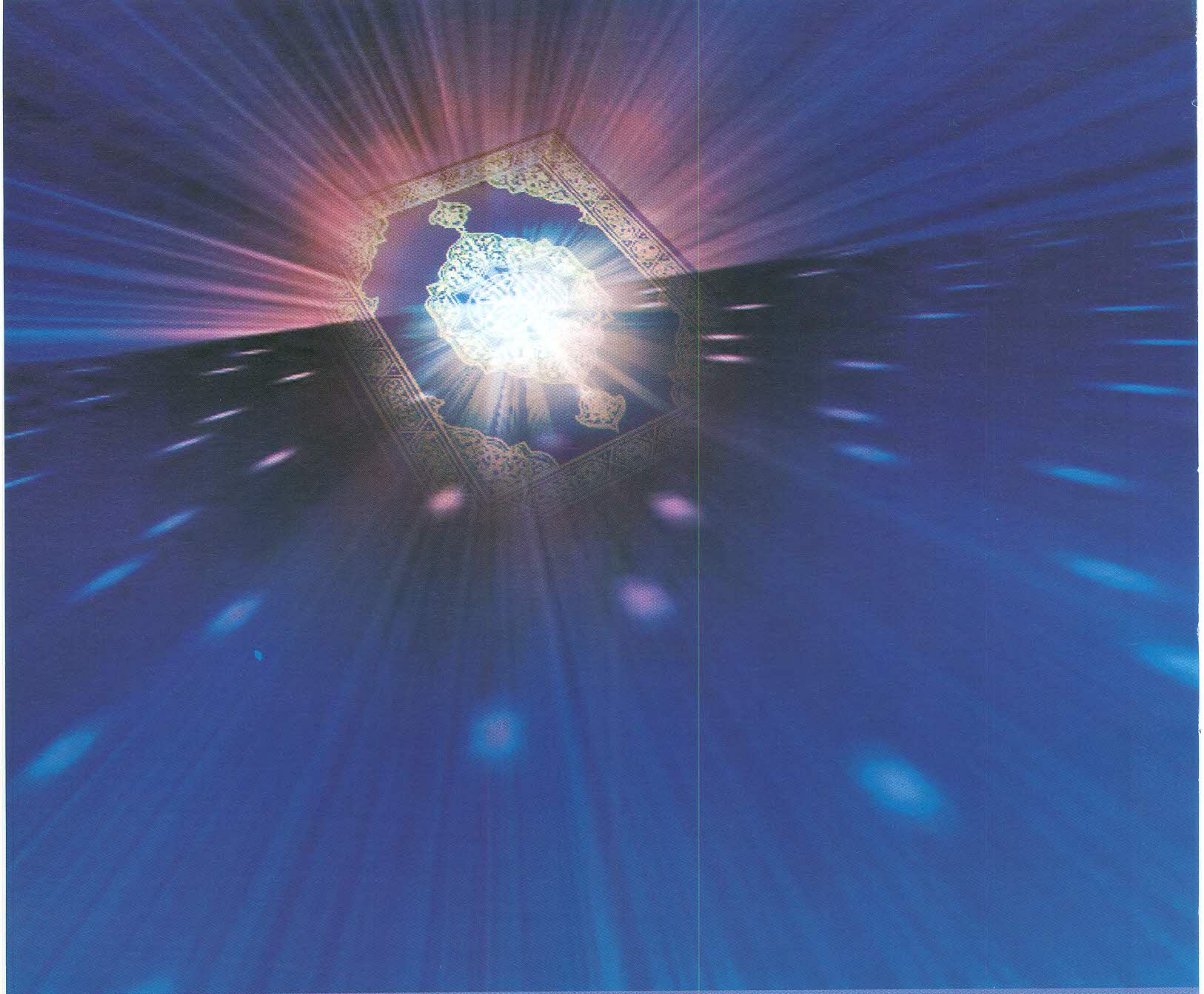

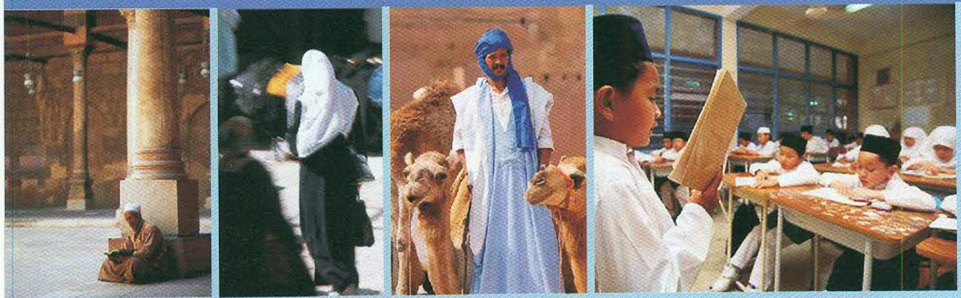

عالم اسلام اور اجتہاد